ازافادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ

رمضان' فضائل' برکات اور حکمتیں

خطبہ جمعۃ المبارک یکم رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ

خطبہ مسنونہ کے بعد وعن عبداللہ بن عباسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ اجود الناس و کان اجود مایکون حین میقاہ جبرئیل علیہ السلام و کان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیہ ارسلہ القرآن فلرسول اللہ ﷺ اجود بالخیر من الریح المرسلۃ (او کماقال)

خداوندتعالیٰ کی خاص نعمت:

محترم بھائیو! ہم اور آپ سب رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں اور یہ خداوند کریم کے ان عظیم نعمتوں میں سے جو اس امت پر ہیں' سب سے بڑی نعمت ہے کہ ہمیں حضور اقدس ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا' حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا اور میں اپنی امت سمیت جنت میں داخل ہوں گا۔ اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ جہاں آقا' سردار یا حاکم موجود ہو' وہاں اس کا خادم خاص بھی خدمت کی خاطر ساتھ ہی رہتا ہے۔

نعمت کا تقاضا:

جب اللہ جل مجدہٗ نے ہم پر اتنی بڑی نعمت فرمائی تو چاہیے کہ ہم اپنے آقائے نامدار اور روحانی والد سردار دو جہاں کے نقش قدم پر چلیں ہر امت اپنے پیغمبر کی روحانی اولاد ہوتی ہے' اور روحانی رشتہ جسمانی رشتہ سے زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے' اس وجہ سے ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ''جب تک تم میں سے ہر شخص کے نزدیک میں اس کے والد اس کی اولاد اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں تب تک وہ شخص مومن نہیں کہلاسکتا''

صحیح اولاد وہی ہوتی ہے جو اپنے ماں باپ کی صحیح اتباع اور پیروی اختیار کرلے اور جو اپنے والدین کے نقش قدم پر نہ ہو لوگ اسے نااہل اور نالائق سمجھتے ہیں تو امتی وہی سچا امتی ہے جو حضور ﷺ کی سنت پر عمل درآمد کرتا ہو اور جو امتی ہونے کا دعویٰ کرے مگر اپنے نبی کی اتباع نہ کرسکے وہ دعویٰ میں غلط ہے اور یہ دعویٰ اس کے لئے باعث تمسخر ہے۔

محترم بھائیو! یہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس امت پر خداوند تعالیٰ کے خاص کرم کا مہینہ ہے، خداوند کریم نے اس امت پر حد سے زیادہ انعامات واکرامات کئے ہیں، اور کر رہا ہے اس کی نعمتیں تو لا تعد ولا تحصی ہیں کہ جن کا شمار ممکن نہیں یہ ہماری روح ہماری زندگی ہمارا وجود، یہ آنکھ ناک، کان، ہاتھ پاؤں دل ودماغ یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ زمین، ہوا، پانی غلہ، پھل پھول جو کچھ بھی ہمارے لئے ضروری تھا سب اللہ جل شانہ نے زمین کے دسترخوان پر ہمارے لئے بچھا دیا۔ پھر خاص طور پر انسان کو تو اشرف المخلوقات بنا دیا، اپنا خلیفہ بنا دیا، ساری مخلوق پر اسے اقتدار اور تسلط دیا تا کہ وہ اس میں تصرف کرتا ہے، یہ خاص انعام ہے۔

سب سے بڑی نعمت اللہ کی ہمکلامی اور اس کلام کا مخاطب بننا ہے:

انسان پر سب سے بڑھ کر نعمت یہ ہے کہ خدا نے اسے اپنی ہم کلامی سے مشرف کیا، اپنے کلام کا مخاطب بنایا اپنے کلام کے نزول کا اہل بنا دیا، اس کی افہام وتفہیم اور اس کی تلاوت کرنے سے نوازا۔ ہر نعمت اس کی بے حد ہے، مگر یہ نعمت کہ اللہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرما کر ان کے ذریعہ ہمیں اپنے کلام سے مشرف فرمایا، ہمارے پاس قرآن مجید بھیجا، اور ہمیں اس قابل کر دیا کہ اس کی تلاوت کریں اسے سنیں اس کو سمجھیں اس پر عمل کریں اس پر غور وفکر کریں۔ یہ خدا کی وہ خاص نعمت ہے جس کا جواب نہیں اور جسے خود اللہ نے بطور امتنان ذکر فرمایا ہے: **ولقد یسرنا القران للذکر فھل من مدکر.** ''ہم نے اسے نازل کیا اور پھر اسے سمجھ اور نصیحت کے لئے آسان بھی بنا دیا۔'' قرآن مجید اللہ کا کلام نفسی ہے اور اللہ کی ذات وصفات کا تحمل ادراک اور فہم ہمارے اذہان سے باہر کی چیز ہے تو اللہ نے اپنے کلام نفسی کو اس کلام لفظی کا شکل دے کر اسے آسان کر دیا۔

تلاوت قرآن صرف اس امت کی خصوصیت ہے:

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اور اسی وجہ سے جیسا کہ حدیث میں ہے فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں، جب سورۃ فاتحہ ختم ہو تو آمین کہتے ہیں اور جہاں قرآن مجید پڑھا جائے، وہاں ملائکہ جمع ہو کر عرش تک اوپر نیچے پرے لگا دیتے ہیں اردگرد گھیرا ڈال دیتے ہیں۔ حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ کہ اس قرآن کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کے مورد بن سکیں اور اسے سن سکیں تو شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کی فضیلت ومنقبت صرف اس امت کو حاصل ہے، اگلی امتوں کو بھی اللہ نے احکام سے نوازا مگر ان کو کتابیں دیں، کلام نہیں دیا مثلاً حضرت موسیٰؑ کو تورات شریف ملی جو لکھی ہوئی چیز تھی اس کو کلام نہیں کہہ سکتے۔

کلام اللہ اور کتاب اللہ میں فرق: کتاب الگ چیز ہے اور کلام الگ جس پر متکلم تلفظ کرے اور آواز وصوت پیدا ہو اگر کسی کو اپنی خیریت اور حالات لکھ دو، اس کو کتاب کہیں گے، اور اگر ٹیلی فون پر بات چیت کر دیا مشافہۃً کہ کانوں سے سن

لے تو اس کو کلام کہیں گے، تو قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اس کے الفاظ معانی دونوں خدا کی طرف سے ہیں جسے اللہ جل جلالہ نے ہماری فہم اور تفہیم کا ذریعہ بنا دیا اور تلاوت اس کی آسان بنا دی۔

ماہ رمضان کی برکتیں:

تو اس مہینہ میں قرآن مجید اتارا گیا۔ شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن. اس مہینہ میں اللہ کی بے انتہا نعمتیں ہیں۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رمضان میں ایک نفل ستر (۷۰) نفل کے برابر ثواب رکھتا ہے، ایک تسبیح سبحان اللہ کہنے کا بھی ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کے برابر اجر ہے۔ ایک فرض کا ستر فرض کے برابر ثواب ہے، ایک بڑی نعمت اس مہینہ میں یہ ہے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

برزخ والوں کو رمضان کا فائدہ:

اس کا بڑا فائدہ عالم برزخ والوں کو ہوتا ہے، کہ جہنم کے شدائد میں کمی آجاتی ہے، جو لوگ قبر یا برزخ میں ہیں، تو حدیث میں آتا ہے کہ دوزخیوں کو جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے کہ اس کی بدبو، گرمی اور شدت پہنچتی رہے اور جو جنتی ہے ان کے لئے جنت کے دروازے قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں اور وہاں کی روح و ریحان خوشبو اور تازگی ان تک پہنچتی ہے۔ القبر روضة من رياض الجنة او حضرة من نصر النيران. ''قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغ ہے اور یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔''

تو جو لوگ بُرے اعمال اور فسق و فجور کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ تو رمضان میں جہنم کے دروازے بند ہو جانے کی وجہ سے ان کو کچھ چھٹی مل جاتی ہے اور قدرے فائدہ ہو جاتا ہے اور جنت کے حقداروں کو جنت کی خوشبو اور نعمتوں میں اور بھی اضافہ ہونے لگتا ہے۔

جہنم والوں کو رمضان کا فائدہ:

اس طرح اگر کوئی گنہگار رمضان ہی میں مر گیا تو جیسے کہ جیلخانہ چھٹی کے دن بند رہتا ہے اور اگر اس دن کسی مجرم کو پکڑ لیا جاوے تو اسے باہر رکھتے ہیں۔ پولیس اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ گھر سے مجرم کو کھانا وغیرہ جا سکتا ہے، ملاقات بھی خویش و اقارب کر سکتے ہیں مگر جب جیل کا دروازہ کھلا اور وہاں داخل کر دیا تو سب رعایتیں ختم ہو جاتی ہیں تو اگر یہ شخص گنہگار ہے اور مستحق جہنم ہے، اس مہینہ میں مر جائے تو ختم رمضان تک تو کم از کم جہنم کی شدت اور عذاب سے بچ جائے گا۔

حدیث کا دوسرا مطلب:

حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ رمضان میں نیکی کے دروازے کھل جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جنت کے داخلہ کے لئے دروازے اعمال صالحہ ہی تو پیدا کئے ہیں ہر نکی کے بدلہ ستر نیکیوں کے برابر ثواب ہے، ہر رات آواز آتی

ہے غیب سے کہ دیا باغی الخیر اقبل اے خیر اور بھلائی کی آرزو اور طلب رکھنے والے آگے بڑھ۔ یہی وقت ہے نیکی کا، ایک دفعہ استغفار کر تسبیح پڑھ، نماز پڑھ لے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر دے۔ ویا باغی الشرا قصر" اور اے شر کے طلبگار ذرا پیچھے ہٹ جاؤ ذرا ٹھہر جا۔

شیاطین قید ہونے کے باوجود گناہ کیوں صادر ہوتے ہیں:

رمضان سے پہلے اگر ایک شخص چوری، قتل، جوا، زنا اور دیگر گناہ کرتا ہے تو الزام شیطان پر لگاتا ہے کہ اس کے ورغلانے کی وجہ سے گناہ ہوا، مگر یاد رکھئے رمضان میں تو یہ الزام اس پر نہیں لگا سکتے کہ اسے تو رمضان کے آتے ہی ہتھکڑیاں لگ جاتی ہیں۔ اور اس کو سمندر کی تہہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔

صفدت الشیطین ومروۃ الجن میں نے دیکھا کہ پہلی ہی رات سے مساجد بھر گئیں، لوگوں کا میلان نیکیوں کی طرف ہو گیا۔ لاکھوں مواعظ سے اتنا کام نہیں ہوتا جتنا کہ رمضان کے آتے ہی لوگوں میں تبدیلی آ جاتی ہے اور اللہ کی طرف عبادات اور نماز وغیرہ کی شکل میں متوجہ ہو جاتے ہیں، گھروں میں عورتیں نمازوں کا اہتمام کرنے لگتی ہیں، تو وجہ یہ ہے کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں، مگر جس مرد و عورت کا رمضان میں بھی اللہ کی عبادات اور بندگی کی طرف توجہ اور نیکی کی طرف میلان نہ ہوا، تو سمجھ جائیے کہ اس میں رتی بھر بھی ایمان نہیں۔ وہ خود شیطان بن چکا ہے کہ اب جب شیطان بند ہے تو کون یہ گناہ کرواتا ہے؟ خود اس کا نفس کرواتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ان اعدیٰ عدوک نفسک اللتی بین جنبیک "یہ تیرا نفس جو تیرے پہلو میں ہے سب سے بڑھ کر تیرا دشمن ہے۔"

نفس امارہ کی کارستانیاں: یہ نفس جب تک مطمئنہ اور لوامہ نہ بن جائے تو اس کے ہاتھوں ہلاکت کے گڑھے میں جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو ہر چیز سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اور تو کون ہے؟ ہر چیز نے جواب دیا کہ تو رب ہے، خالق ہے، مالک ہے اور میں عاجز مخلوق ہوں۔ مگر نفس سے جب پوچھا کہ میں کون ہوں اور تو نفس نے جواب دیا کہ انت انت وانا انا تو تُو ہے اور مَیں مَیں ہوں۔

یہ نفس خبیث کا جواب تھا، آج بھی نفس کا اثر ہے کہ کہا جاتا ہے کہ میں ایسا ہوں، نواب ہوں، خان ہوں، پٹھان ہوں، میری پوزیشن کا کوئی جواب نہیں، میرے ساتھ کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ میں تو لعل و جواہر ہوں۔ الغرض شیطان کے بند ہوتے ہوئے بھی یہ بددیانتی اس سے نفس ہی کرواتا ہے، گویا اس کا نفس اب شیطان بن گیا ہے۔

ایک عجیب خیال: اور اس کی مثال ایسی ہے کہ پہلے اس ملک میں انگریز تھا تو ہم اپنی بددیانتی کو اس پر ڈالتے تھے کہ غلام ہیں اس لئے اسلام کا جھنڈا سربلند نہیں کیا۔ اس لئے اسلامی قانون نہیں چل رہا۔ مگر اب تو ہم ۲۸ سال سے آزاد ہوئے ہیں۔ غلامی نہ رہی تو ہمیں کون اسلام اور قوانین سے روک رہا ہے۔ اب یہ لوگ کیوں بددین ہیں بلکہ اس حالت میں بھی بڑھ چکے ہیں، گویا اب تو یہ خود انگریز بن گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ غلامی کے دور میں اگر لوگ کوتاہی

کرتے ہوئے مرے ہیں تو شاید خدا انہیں بخش دے کہ مجبور تھے مگر اب تو کوئی عذر نہیں چل سکے گا۔ اس طرح شیطان جب بند ہوا تو نفس خبیث کا پنجہ پڑ گیا اور جن لوگوں کے نفس میں کچھ صلاحیت تھی وہ عبادت میں لگ گئے' دل نرم ہو گئے' باجماعت نماز پڑھنے لگے' پہلے ان پر شیطان کا تسلط تھا' اب وہ جیل گیا تو یہ آزاد ہوئے' اگر اب بھی نہ سنبھلے تو سمجھ جائے کہ وہ ابلیس سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ لوگ قیامت کے دن شیطان کو ملامت کریں گے تو وہ جواب دے گا۔

فلا تلو مونی ولو موا انفسکم . "مجھے ملامت مت کرو بلکہ اپنے آپ پر ملامت کرو میرا کوئی جبر نہ تھا"

تو بھائیو! یہ انتہائی خطرے کی بات ہے کہ رمضان میں بھی ہم نماز نہ پڑھ سکیں' اور نہ چوری' جوا' جھوٹ' فریب چھوڑ سکیں' ہر رات آواز آتی ہے۔ یا باغی الخیر اقبل۔ اے خیر کے طالب اسباب خیر کھلے ہیں آگے بڑھ۔ ویا باغی الشتر اقصر۔ اے شر کے طلبگار اب ذرا پیچھے ہٹ جا خدا نے شرک کے دروازے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے' تو اے شریر ذرا تو بھی اپنی شرارت چھوڑ دے۔ ذرا شرم وحیاء خداوند کریم سے لے کر اور برائی چھوڑ دے۔

روزے کا اجر خاص: رمضان کی رحمتوں میں بڑی رحمت یہ بھی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

الصوم لی وانا اجزی به. روزہ خاص میرے لئے ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

روزہ ایسی عبادت ہے کہ جو عاشق ہوگا وہی روزہ رکھے گا روزہ کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتا۔ یہ غیر اللہ کے لئے نہیں ہو سکتا' اس میں ریا و نمود نہیں آسکتی جو روزے رکھتا ہے وہ اپنے مالک اور رب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا ہے' اللہ کھاتا نہیں' پیتا نہیں' غنی ہے' صمد ہے' بے نیاز ہے' ان تمام چیزوں سے' تو اس کا غلام بھی انہی چیزوں کو اپنا تا ہے تو اجر بھی اللہ خاص طور پر خود ہی دیتا ہے' جیسا کہ ایک حاکم دربار منعقد کر کے کسی کو بلا لیتا ہے اور خاص اپنے ہاتھ سے اسے تمغہ سے نوازتا ہے' دوسرے وسائط اور ذرائع سے اتنی عزت نہیں ہوتی' تو روزہ دار کو اتنی بڑی خوشخبری ہے کہ براہ راست حق تعالیٰ کے انعام کا مستحق بنتا ہے' ایک دوسری قرأت 'انا اجزی بہ'' کی ہے کہ میں خود اسکو بدلہ میں دیا جاؤں گا تو اسکی قدر و قیمت کی تو حد ہی نہیں کہ جو بندہ شرائط اور آداب کے مطابق روزہ رکھے گا وہ محبوب حقیقی کے وصال سے سرفراز ہوگا۔ تمام عالم کا بادشاہ' عالم کا مالک اور محبوب حقیقی جب اپنا دیدار روزے کے بدلے میں دیتا ہو تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔

روزہ قیامت میں بھی ساتھ دے گا: ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم کرنے والوں کی نیکیاں اس کے بدلہ میں اصحاب حقوق لے لیں گے' مگر یہ روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کا اوروں کو علم نہیں ہوگا۔ تو جب ساری نیکیاں اوروں کو حقوق میں دے دی جائیں گی کہ ہمارے ظلم اور حق تلفی کا تو کوئی حد نہیں۔ مظلوم سب کچھ لے لے گا' مگر یہ روزہ اس وقت جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال بن جائے گا' یہ نیکی محفوظ رہے گی۔ الصوم جنۃ روزہ ایک ڈھال ہے۔

رمضان اور نزول قرآن کا باہمی تعلق: پھر ان سب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت وہی ہے جو میں نے عرض کر دی کہ خدا نے اس ماہ ہمیں قرآن کا طالب بنا دیا۔ یہ طالب علمی کا زمانہ ہے اور طالب العلم وہی ہے جو بھوکا ہو' پیاسا ہو'

راتوں کو جاگتا ہو، یکسو ہو کر ایک طرف کا رہے، توجہ ایک طرف ہو جائے رات کو قرآن تراویح میں پڑھنا اور سننا اور دن کو اس کے سبق اور تعلیم کی لذت میں اس کے تصور میں اور اس پر عمل کرنے میں مستغرق رہنا یہ عملی تربیت ہے، قرآنی تعلیمات کی اس لئے روزہ ہی میں قرآن نازل کیا گیا۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن. ''خداوند کریم نے بیت العزت سے آسمان دنیا میں اسی ماہ قرآن اتارا'' انا انزلنا فی لیلة القدر ۔ پھر بیت العزت سے نزول جو شروع ہوا وہ بھی ایک روایت کے مطابق رمضان ہی میں ہوا تو چاہیے کہ رات دن تلاوت کا اہتمام کریں، رات کو ایک مرتبہ تراویح میں قرآن سننا سنت ہے، اور پھر ہمارے اکابر امام ابوحنیفہؒ جیسے بزرگ تو ہر دن اور ہر رات ایک ختم فرمایا کرتے تھے۔ ان حضرات نے رمضان کا کوئی لمحہ اور کوئی لحظہ ضائع نہیں کیا۔ اگر تلاوت نہ کرسکیں تو استغفار، تسبیح اور تمجید اور ذکر تو کرسکتے ہیں، ان امور میں غفلت نہ کریں۔

حدیث کی تشریح: حدیث کی تشریح کے لئے تو وقت نہیں رہا۔ البتہ اس کا ترجمہ عرض ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان میں انتہا کو پہنچ جاتی تھی، جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملاقات فرماتے اور جبرئیلؑ رمضان شریف کی ہر رات میں آپ سے ملاقات فرماتے تھے، اور قرآن کریم دَور کرتے تھے، پس رسول اللہ ﷺ خیر کے معاملہ میں چلتی ہواؤں سے زیادہ تیز ہو جاتے تھے۔

سخاوت اور جود میں فرق: حدیث شریف میں لفظ جود ہے، سخاوت اور جود میں فرق ہے، سخاوت صرف مال کی تقسیم کا نام ہے، اور جود اعطاما ینبغی لمن ینبغی کو کہتے ہیں جو کہ عام ہے صرف مال دینے پر موقوف نہیں بلکہ جو شئے بھی جس کے لئے مناسب ہو اسے دے دی جائے۔ بلا امتیاز تمام اشیاء کی تقسیم کا نام جود ہے۔ مثلاً فقیروں کو اموال تقسیم کرنا تشنگانِ علوم کے لئے افاضہ علم کرنا گمرکردہ راہوں کے لئے ہدایت کرنا یعنی ہر کام اپنے محل میں کرنا یہ ہے جود۔

حضور ﷺ کی جود: تو پیغمبر ﷺ اجود الناس تھے، آپ ﷺ ہر شخص کو وہ چیز عطا فرماتے جو اس کے مناسب حال ہوتی تو جود ایک ملکہ ہے اور سخاوت اس کا اثر ہے اور پیغمبر علیہ السلام اپنے ملکات کے اعتبار سے تمام اہل کمال پر تفوق رکھتے تھے، پیغمبر کی سخاوت کی بھی نظیر نہیں۔ بحرین سے ایک لاکھ روپیہ آیا نماز کے بعد سب کو تقسیم کر دیا اپنے لئے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ عصر کی نماز ادا فرماتے ہی جلد حجرہ مبارک تشریف لے گئے اور سونے کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لائے۔ فرمایا یہ ٹکڑا گھر میں تھا میں نے اس لئے جلدی کی کہ پیغمبر ﷺ کے گھر میں ایسی چیزوں کا رہنا مناسب نہیں، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں پھولدار گدا بچھا ہوا دیکھا تو فوراً واپس تشریف لے آئے حضرت ام المومنین گھبرا گئیں۔ عرض کیا حضرت کیوں واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا مالی وللدنیا ہمارا دنیا سے کیا تعلق۔ عرض کیا کہ آپ کے آرام کے لئے یہ تکیہ بنایا تو مالی وللدنیا کہہ کر فوراً تقسیم کر دیا۔ ایک خاتون بڑے اشتیاق سے ایک تہبند لائیں۔ عرض کیا کہ حضرت آپ اسے پہن لیں۔ حضور ﷺ نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور پہن لیا۔ ایک صحابیؓ نے دیکھ کر چھوا اور کہا یہ تو بہت عمدہ

ہے دید یجئے۔ آپ فوراً مکان میں تشریف لے گئے۔ پرانا تہبند پہنا اور اس کو تہ کر کے اس صحابیؓ کو عنایت فرمایا۔ لوگوں نے اس صحابیؓ کو ملامت کی تو صحابیؓ نے جواب دیا کہ میں اس لئے یہ تہبند مانگا کہ اس کا اتصال آپ ﷺ کے بدن مبارک سے ہو چکا ہے، میں اسے اپنے کفن میں رکھنا چاہتا ہوں کہ آپکے جسد اطہر سے یہ کپڑا مس ہوا ہے۔ تو میرے لئے نجات کا ذریعہ بنے گا غزوہ حنین کے موقعہ پر بہت سے دیہاتیوں نے آگھیرا کہ کچھ عنایت فرمائیے۔ ہم آپکا مال نہیں مانگتے آپکے باپ کا مال نہیں مانگتے، اللہ کا مال مانگتے ہیں۔ آپ انکی اس گستاخانہ گفتگو سے متاثر نہ ہوئے اور نہ برا مانے اور برابر مال دیتے رہے۔ حتیٰ کہ اژدحام کی وجہ سے پیچھے ہٹتے ہٹتے کیکر کے درخت میں اُلجھ گئے فرمایا کہ اگر اس وادی کے خاردار درختوں کی مقدار میں میرے پاس مویشی ہوتے تو سب کو تقسیم کر دیتا۔ یاد رکھیں کہ اس موقع حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بارہ ہزار اوقیہ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) تقسیم کر دیئے۔ یہ ہے آپ ﷺ کے شان جود کا احقر کرشمہ۔

حضور ﷺ کا تخلق باخلاق اللہ: مگر رمضان شریف میں حضور ﷺ کا جود بہت بڑھ جاتا تھا۔ کیونکہ رمضان شریف میں خداوند کریم کا جود لامتناہی اور بے شمار ہوتا ہے تو تخلقوا باخلاق اللہ کی فضیلت بھی پیغمبر علیہ السلام سب سے زیادہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب خداوند کریم کے جود کی رمضان شریف میں یہ حالت کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ اور من قام رمضان ایماناً و احتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ جو شخص رمضان میں ایمان ویقین کے ساتھ حسبۃً لِلّٰہِ عبادت کرے تو اس کے سابق گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس رمضان میں لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے والوں اور عبادت گزار کر ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ اجر دیتے ہیں تو پیغمبر کا جود بھی حد سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ اور جس طرح رب العالمین رمضان میں احسانات اور رحمت کی بارش برساتا ہے تو حضور پرنورؐ اس ماہ مبارک میں جود وکرم زیادہ فرماتے تھے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ رمضان کی راتوں میں جبرئیل علیہ السلام آکر قرآن مجید کا دور فرماتے تھے اور اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ قرآن مجید کے دور کی وجہ سے علمی وعملی توقیات ہوا کرتی ہیں اور حضور ﷺ کے کمالات میں جس قدر ارتقائی کیفیات جلوہ گر ہوتی تھیں۔ اسی قدر جود میں بھی ترقی ہوتی تھی، تاکہ یہ کمالات اپنی ذات تک محدود نہ رہیں بلکہ ساری امت کو اس سے بہرہ اندوز فرماتے تھے۔ تو رمضان شریف میں قرآن مجید کے دور کے وقت ان ہواؤں سے جو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے چھوڑی جاتی ہیں جو زندگی کا مدار ہیں اس سے بھی آپ کی جود زیادہ ہوا کرتی تھی آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ الغرض امت کو بھی چاہیے جو روحانی اولاد ہے کہ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہے اور جود وسخا کی صفت اپنے اندر پیدا کریں۔ تاکہ پیغمبر ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر نجات دارین حاصل کریں۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔